حدیث غمامہ

اس باب میں آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بے شمار اقوال موجود ہیں کہ عاملان علوم اسمائے الٰہی و افعال خداوندی اور علمائے صفات و کمال الٰہیہ اس کے خلفاء اور اوصیا ہیں جن کا متصف بہ اوصاف خدا ہونا ضروری ہے۔ حدیث غمامہ کا شمار ان احادیث میں ہے جن میں آئمہ طاہرین کے اقتدارات و تصرف کا ذکر ہے۔

سلمان محمدی سے روایت ہے کہ خلافت دوم کے زمانہ میں ایک روز امام حسن و امام حسین علیہم السلام، محمد بن حنیفہ، محمد بن ابوبکر، عمار ابن یاسر، مقداد ابن اسود کندی اور وہ خود حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور سب نے امام حسن علیہ السلام سے تحریک کی اور آپ نے عرض کی کہ بابا۔ خداوند عالم نے سلیمان ابن داؤد کو ایسا ملک عظیم عطا فرمایا تھا کہ تمام عالمین میں کسی کو عطا نہ کیا تھا۔ بابا ملک سلیمان سے کیا خدا نے آپ کو بھی کچھ عطا فرمایا ہے۔

حضرت امیرالمومنین ؑ نے فرمایا کہ وہ جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جانداروں کو عدم سے وجود میں لایا تمہارے باپ کو ایسا ملک عظیم عطا کیا ہے کہ اس سے قبل نہ کسی کو عطا کیا تھا اور نہ بعد عطا کرے گا۔

حضرت امام حسن ؑ نے عرض کیا کہ بابا ہم چاہتے ہیں کہ خدا نے آپ کو جو جو ملک عطا کیا ہے اس میں سے کچھ عالم ملکوت کو دیکھیں۔

حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی اور صحن خانہ میں تشریف لے جا کر اپنے ہاتھ کو مغرب کی طرف دراز کر کے اشارہ کیا اس کے ساتھ ہی ایک بادل کا ٹکڑا آ کر پورے مکان کو گھیر لیا اس بادل کی ایک جانب ایک اور بادل تھا اس کو بھی حکم فرمایا کہ نیچے اتر آئے۔

سلمان کہتے ہیں کہ خدائے عظیم کی قسم ہے کہ ہم نے دیکھا کہ بادل نیچے اتر آیا اور کہنے لگا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد انّ محمداً عبدہٗ و رسولہ و انک وصی رسول کریم محمد رسول اللہ و انت ولیہ و من شک فیک فقد ھلک و من تمسک بک فقد سلک بسبیل النجاۃ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور بیشک آپ رسولؐ کریم کے وصی ہیں، محمدؐ خدا کے رسولؐ اور آپ اس کے ولی ہیں جس نے اس میں شک کیا اس نے اپنے کو ہلاک کیا اور جو آپ سے متمسک ہوا اس نے اپنے کو سبیل نجات سے متمسک کر لیا۔)

پس دونوں ابر نیچے اتر آئے اور ایک بساط کی طرح زمین پر پھیل گئے۔ ان سے اصلی مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور ہم

سے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اٹھو اور سب اس ابر پر بیٹھ جاؤ۔ پس ہم نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور مغرب کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہنے لگے جس کو ہم میں سے کسی نے بھی نہ سمجھا۔ ابھی آپ کا کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ہوا بادل کے نیچے داخل ہوئی اور اس کو بلند کرنے لگی۔ اس کے بعد حضرت۔ دوسرے ابر پر ایک نور کی کرسی پر بیٹھے جو زرد کپڑے سے مزین تھی حضرت کے سر پر یاقوت سرخ کا تاج تھا اور پیر میں چمکدار یاقوت کے نعلین تھے اور ہاتھ میں در بیضا کی انگوٹھی تھی اور چہرہ سے ایسا نور ساطع ہو رہا تھا کہ آنکھیں خیرہ کر رہی تھیں۔

پس امام حسنؑ نے عرض کیا کہ بابا سلیمان ابن داؤد کی انگوٹھی کی وجہ سب ان کے مطیع تھے۔ آپ کی اطاعت میں کس وجہ سے ہیں۔

حضرت نے فرمایا" ولدی انا وجہ اللّٰہ وعین اللّٰہ ولسان اللّٰہ الناطق فی خلقہ وانا ولی اللّٰہ وانا نور اللّٰہ وانا باب اللّٰہ وانا کنز اللّٰہ وانا القدرۃ المقدرۃ وانا قسیم الجنۃ والنار وانا سید الفریقین یا ولدی اتحب ان اریک خاتم سلیمان بن داؤد" یعنی اے فرزند میں وجہ اللہ، عین اللہ اور مخلوق میں خدا کی زبان ناطق ہوں اور میں اللہ کا ولی اللہ کا نور اور معرفت خدا کے لئے اس تک پہونچنے کا راستہ اور دروازہ ہوں، میں اللہ کا خزانہ ہوں میں تقدیر ساز قدرت ہوں اور میں جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں۔

دونوں فریقوں کا سردار ہوں۔ اے فرزند کیا تم چاہتے ہو کہ خاتم سلیمان کو دیکھو۔ عرض کیا کہ ہاں۔ سلمان نے کہا کہ حضرت نے کرسی کے کپڑے کے نیچے ہاتھ داخل کر کے انگوٹھی نکالی جو سونے اور چاندی سے بنی ہوئی تھی اور اس میں یاقوت سرخ لگا ہوا تھا جس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہی خاتم سلیمان ابن داؤد ہے جس پر ہمارے نام لکھے ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ ہمارے باقی ساتھی اس سے متعجب ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ کس چیز سے تعجب کرتے ہو۔ یہ کون سی عجیب بات ہے۔ بیشک آج میں تم کو وہ چیزیں دکھاؤں گا جو آج تک کسی نے دیکھا ہے اور نہ آئندہ دیکھے گا۔

امام حسنؑ نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ ہم چاہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج اور ان کی دیوار کو دیکھیں پس حضرت نے ہوا کو حکم دیا کہ اس طرف لے چلے۔ سلمان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم جب ہوا نے اس حکم کو سنا بادل کے نیچے داخل ہوئی اور ہم کو فضا میں لے چلی یہاں تک کہ ہم ایک بلند پہاڑ پر پہونچے جس پر ایک خشک درخت تھا جس کے تمام پتے گر چکے تھے۔ ہم نے پوچھا کہ اس درخت کا کیا حال ہے کہ خشک ہو چکا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی سے سوال کرو کہ وہ تمہیں جواب دے گا۔

پس امام حسنؑ نے پوچھا کہ اے درخت تیرا یہ کیا حال ہے تو ہی بیان کر کہ ہم نہیں جانتے مگر درخت نے جواب نہ دیا پھر حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اے درخت میرے حق کا واسطہ اہیں اللہ کے حکم سے جواب دے۔ سلمان کہتے ہیں کہ

خدائے عظیم کی قسم کہ ہم نے سنا کہ درخت کہنے لگا کہ لبیک لبیک یا وصی رسول اللّٰہ وخلیفۃ من بعدہ حقًا۔ پھر فرمایا کہ تیرے حال سے مطلع کر۔ پس اس نے امام حسنؑ کہا کہ اے ابا محمدؐ آپ کے پدر بزرگوار امیرالمومنینؑ ہر رات میرے پاس آکر نماز پڑھتے اور خدا کی تسبیح بجالاتے تھے۔ جب وہ نماز و تسبیح سے فارغ ہوتے ایک سفید بادل آتا تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور اس پر ایک کرسی رہتی تھی جس پر وہ بیٹھ کر سفر کرتے تھے اور میں ہر رات اس کی خوشبو سے زندہ اور تر و تازہ رہتا تھا۔ چالیس راتیں گذر گئیں کہ وہ نہیں آئے اور اس وقت تک مجھے ان کی کوئی خبر بھی نہ ملی تھی وہ شخص کہ جو مجھ پر مہربان ہو کس طرح اس کو بھول سکتا ہوں پس ان کے نہ آنے کے غم و حزن میں میں نے اپنے کو کھو دیا۔ اے میرے سردار ان سے کہیے کہ میرے پاس بیٹھنے کا عہد کریں تاکہ میں ان کی خوشبو سے اور ان کے مجھ پر ایک نظر ڈالنے سے اسی وقت سرسبز و شاداب ہو جاؤں۔

سلمان نے عرض کیا کہ ہمارے باقی لوگ اس سے متعجب ہیں۔ حضرت کھڑے ہو گئے اور کرسی سے اتر کر درخت کے قریب تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے اس کو مس کیا۔ سلمان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ درخت یکایک سبز ہو گیا اور اس کو خدا کی قدرت سے پتے اور پھل لگ گئے۔ پس ہم نے وہ پھل کھائے جو شکر سے زیادہ میٹھے تھے پس ہم نے کہا کہ یا امیرالمومنین یہ بھی عجیب ہے حضرت نے فرمایا کہ جو اس کے بعد دیکھو گے عجیب تر ہے۔ پھر آپ اپنے مقام پر واپس آگئے۔

پھر حضرت نے ہوا کو حکم دیا کہ لے چلے پس ہوا بادل کے نیچے داخل ہوئی اور ہم کو بلند کرنے لگی یہاں تک کہ دنیا ہم کو سر کے برابر نظر آنے لگی اور ہم نے دیکھا کہ ہوا میں ایک فرشتہ کھڑا ہے۔ جس کا سر آفتاب کے نیچے اور اس کے پیر سمندر کی تہ میں اور اس کا ایک ہاتھ مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے پس جب اس نے ہماری طرف نظر کیا کہنے لگا کہ:

"اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ وانک وصیہ حقاً ولا شک فیہ فمن شک فیک فھو کافر" ہم نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین یہ فرشتہ کون ہے اور اس کے ہاتھوں کا کیا حال ہے کہ ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کو یہاں میں نے حکم خدا سے کھڑا کیا ہے اور اس کو رات کے اندھیرے اور دن کی روشنی پر وکیل کیا ہے۔ یہ اسی طرح قیامت تک رہے گا۔ بیشک میں خدا کی اجازت اور اس کے حکم سے امور دنیا کی تدبیر کرتا اور پیدا کرتا ہوں جو چاہتا ہوں بندوں کے اعمال میرے پاس پیش کیے جاتے ہیں جن کو خداوند عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ پس ہم اس طرح اڑتے ہوئے یاجوج و ماجوج کی دیوار پر رکے اور حضرت ایک بلند پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو دیوار کے قریب تھا جس کی بلندی حد نظر تک تھی اور

رات کی طرح اس پر سیاہی تھی اور اس میں سے دھواں نکل رہا تھا، ہوا کو حکم فرمایا کہ نیچے اتارے اور فرمایا کہ میں اس دیوار کا مالک ہوں جو ان لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے۔ سلمان بیان کرتے ہیں کہ ہم نے تین قسم کے آدمی وہاں دیکھے ایک تو طویل قامت لوگ تھے جن میں سے ہر آدمی اکیس ہاتھ اونچا تھا اور دس ہاتھ چوڑا تھا۔ دوسری صنف بھی اسی طرح ایک ہی قامت کے آدمیوں پر مشتمل تھی جن میں ہر آدمی ایک سو ہاتھ اونچا اور ستر ہاتھ چوڑا تھا۔ تیسری صنف کے لوگوں کے کان اتنے بڑے تھے کہ وہ ایک کان نیچے بچھا کر دوسرا کان اوڑھ لیتے تھے۔

اس کے بعد حضرت نے ہوا کو حکم دیا کہ کوہ قاف کی طرف لے چلے بس ہم ایک پہاڑ پر پہونچے۔ جو یاقوت سبز کا تھا اور دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ اس پہاڑ پر انسانی شکل کا ایک فرشتہ تھا جو کوہ قاف کا موکل ہے جوں ہی اس فرشتہ کی نظر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام پر پڑی اس نے کہا کہ " السلام علیک یا امیرالمومنین ؑ اتاذن لی فی لکلام (یعنی اے امیرالمومنین آپ پر سلام ہو کیا مجھے بات کرنے کی اجازت ہے) پس حضرت نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھے خبردار کرتا ہوں کہ بات کرنے کا ارادہ نہ کرے مجھے تجھ سے سوال کرنا چاہیئے یا تجھ کو مجھ سے ؟ ملک نے جواب دیا کہ البتہ آپ کو یا امیرالمومنین حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے تیرے دوست کے پاس جانے اور اس کی زیارت کی اجازت دی۔ پس اس فرشتہ نے عجلت کی اور کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اڑ گیا اور ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔

سلمان نے کہا کہ ہم اس پہاڑ سے بھی آگے بڑھے یہاں تک کہ پھر ایک ویسے ہی خشک درخت کے پاس پہونچے جو پہلے کے مثل تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ؑ اس درخت کا کیا حال ہے کہ خشک ہو گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی سے سوال کرو۔ پس امام حسن علیہ السلام اٹھے اور درخت سے فرمایا کہ تجھ کو امیرالمومنین کی قسم بیان کر کہ یہ تیرا کیا حال ہے۔

سلمان کہتے ہیں کہ درخت نے عرض کیا کہ یا ابا محمد ؑ بہ تحقیق کہ میں تمام درختوں پر فخر کرتا ہوں اور تمام اشجار میری وجہ فخر کرتے ہیں اور یہ سب آپ کے پدر بزرگوار کی وجہ ہے کہ وہ ہر شب ثلث اول میں یہاں آتے اور یہاں نماز اور تسبیح بہ بارگاہ عزوجل بجا لاتے تھے' پھر اس کے بعد شکی سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس جاتے تھے اور میں ان کی خوشبو سے بہ عیش و افتخار اپنا وقت گذارتا تھا۔ چالیس راتیں گذر گئیں کہ نہ وہ تشریف لائے اور نہ میں ان کو دیکھ سکا۔ پس ہم نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین خدا سے دعا کیجئے کہ درخت کو اسی حالت پر لوٹا دے جیسا کہ یہ پہلے تھا۔ پس حضرت نے اپنے دست مبارک سے درخت کو مس کیا اور کہا کہ اے بادشاہوں کے بادشاہ اس درخت کے لئے ہماری دعا کو سن۔

اس کے ساتھ ہی درخت نے گواہی دی کہ " اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ

وانک امین ھذہ الامۃ ووصی رسول اللہ من تمسک بک فقد نجی ومن خالفک فقد غوی" (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے اور بیشک محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور بہ تحقیق کہ آپ اس امت کے امین اور رسول اللہ کے وصی ہیں جو آپ سے متمسک ہوا اس نے ضرور نجات پائی اور جس نے آپ سے مخالفت کی وہ ضرور گمراہ ہوا۔)

پس درخت سبز ہو گیا اور اس میں پتے بھی آ گئے اور ہم اس کے نیچے تھوڑی دیر بیٹھے اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ وہ فرشتہ کہاں چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں کل کوہ ظلمت پر تھا وہاں کے ایک فرشتہ نے اس فرشتہ سے ملنے کی اجازت مانگی تو میں نے آج کے دن کے لئے اس کو اجازت دی تھی۔ ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کیا یہ فرشتے اپنے مقام سے بغیر آپ کی اجازت کے نہیں ہٹ سکتے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کی قسم کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا ان میں سے کوئی فرشتہ ایک چشم زدن کے لئے بھی میری اجازت کے بغیر اپنے مقام سے ہٹنے کا خیال بھی نہیں کر سکتا ورنہ وہ جل جائے گا۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کیا آپ اپنے مقام پر ہمارے ساتھ نہیں رہتے پھر آپ کوہ قاف کس وقت تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی آنکھیں بند کر لو پس ہم نے آنکھیں بند کر لیں۔

پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولیں اور ہم نے آنکھیں کھولیں اب ہم اس شہر کے قریب پہونچ گئے تھے جو امیر المومنین کی منزل مقصود تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم پہونچ چکے ہیں مگر تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ ہم کہاں ہیں۔ پس ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین وصی رسول سے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

پھر فرمایا کہ بیشک میں مالک ہوں ایسے ملک کا جس کو تم لوگ دیکھو گے تو کہو گے کہ بس آپ ہی آپ ہیں اور میں اس کی مخلوق میں سے ایک ہوں اور کھاتا پیتا ہوں۔ پھر ہم ایک باغ میں پہونچے جو جنت کے باغ کے مانند تھا پس ہم ایک جوان کے قریب پہونچے جو دو قبروں کے درمیان نماز ادا کر رہا تھا ہم نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ جوان کون ہے۔ فرمایا کہ یہ میرا بھائی صالح ہے اور یہ ان کے والدین کی قبریں ہیں جن کے درمیان یہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں اس کے بعد انہوں نے ہماری طرف اور حضرت امیر المومنین کی طرف نظر کی اور رونے لگے اور جب رونے سے فارغ ہوئے تو ہم نے رونے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بہ تحقیق کہ امیر المومنین ہر صبح یہاں آتے تھے مجھے ان سے انس ہو گیا ہے اور ان کے آنے سے میری عبادت میں زیادتی ہوتی ہے اس تشریف لانے کو حضرت نے چالیس روز سے منقطع کر دیا۔ پس یہی میرا غم واندوہ میری اشک ریزی شدت شوق کی وجہ ہے جو میرے اختیار میں نہیں ہے اب میں نے اپنے مقصد کو پا لیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ پس ہم نے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ ہم اب تک جو کچھ دیکھ چکے ہیں ان میں سب سے زیادہ عجیب ہے آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں پھر اس مرد کے پاس کس طرح اور کب آتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ کیا تم سلیمان ابن داؤد کو دیکھنا چاہتے ہو۔ ہم نے جواب دیا کہ جی ہاں پس حضرت کھڑے ہو گئے اور ایک طرف چلنے لگے اور ہم سب بھی ان کے پیچھے روانہ ہوتے یہاں تک کہ ایک ایسے باغ میں داخل ہوئے کہ اس کے مثل ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا اس میں تمام میوؤں کے درخت تھے اور نہریں جاری تھیں اور طیور ترنم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے تھے۔ جب ان پرندوں نے امیرالمومنین کو دیکھا آپ کے سر پر اپنے پروں کو پھیلا کر سایہ کر دیا اس باغ کے وسط میں فیروزہ کے ایک تخت پر ایک جوان نظر آیا۔ جس کی نظر نیچے کی طرف اور ہاتھ سینہ پر تھا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی نہ تھی اس کے سر پر ایک کپڑا تھا اور پیروں میں ایک کپڑا تھا۔ جوں ہی اس نے امیرالمومنین علیہ السلام کو دیکھا آپ کے قدموں پر جھک گیا اور اپنے چہرے کو مٹی پر رگڑنے لگا یہاں تک کہ وہ گرد آلود ہو گیا ہم نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین کیا یہ سلیمان ہیں فرمایا کہ ہاں اور اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتارتے ہوئے فرمایا کہ یہ خاتم سلیمان ہے اور سلیمان کو پہنا دیا۔ پھر فرمایا کہ اے سلیمان اس بڑے حیات بخشنے والے کے حکم سے اٹھو کہ جو قدیم ہے وھو الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم القھار رب السموات والارضین وربی ورب آبائنا الاولین۔

سلمان کہتے ہیں کہ ہم نے سلیمان کو یہ کہتے سنا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون واشھد انک وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الامین الھادی وانی سئلت ربی ان اکون من شیعتک ولولا تلت ذالک ما ملکت شیئا۔

سلمان کا بیان ہے کہ جب میں نے وہ سنا اور وہ ثابت ہو گیا اور امیرالمومنین آگے بڑھے اور سلیمان سو گئے اور ہم اٹھے اور کوہ قاف کی طرف بڑھے اور سوال کیا کہ قاف کے آگے کیا ہے فرمایا کہ اس کے آگے چالیس دنیا ہیں اور یہ تمام دنیا ہماری دنیا کے مثل ہیں جہاں سے ہم آ رہے ہیں اور ہر دنیا اس سے چالیس گنا بڑی ہے پھر ہم نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین آپ کو اس کا علم کس طرح ہوا۔ فرمایا کہ ان عوالم سے متعلق اور جو کچھ وہاں ہے میرا علم پوچھتے ہو میں تو ان کا حفیظ اور رسول اللہ کے بعد ان پر گواہ و شہید ہوں اور اسی طرح میرے بعد میرے فرزندوں سے میرے اوصیاء گواہ ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ بہ تحقیق میں زمینوں اور آسمانوں کے راستوں کو جانتا ہوں اے سلمان ہمارے نام رات پر لکھے ہوتے ہیں جس سے اس میں ظلمت آتی و نیز دن پر لکھے ہوئے ہیں جس سے ان میں روشنی آتی ہم دشمنوں پر سختی و تکلیف و رنج کا باعث ہیں میں طامۃ الکبریٰ ہوں ہمارے نام عرش پر لکھے ہیں جس سے وہ منور

ہوا اور آسمانوں پر لکھے ہیں۔ جس کی وجہ وہ قائم ہوتے اور زمین پر لکھے ہوئے ہیں جس کی وجہ وہ ساکن ہوتی اور ہوا پر لکھے ہوئے ہیں جس سے وہ جاری ہوئی اور برق پر لکھے ہوئے ہیں جس سے اس میں چمک پیدا ہوتی اور نور پر لکھے ہوئے ہیں جس سے وہ چمکنے لگا اور رعد میں خوف پیدا ہوا اور ہمارے نام اسرائیل کی پیشانی پر لکھے ہیں جن کے ازو مشرق و مغرب میں ہیں اور وہ سبوح قدوس ربُّ الملائکۃ والروح کہتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں بند کریں اور ہم نے آنکھیں بند کرلیں پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولیں اور ہم نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ ہم ایک شہر میں تھے جہاں کے مثل نہ ہی ایسے بڑے آدمی کہیں دیکھے تھے اور نہ ایسے بازار اور نہ ایسی بڑی عمارتیں اور نہ ایسے طویل لوگ سب کے سب درخت کی طرح طویل قامت تھے۔

پھر ہم نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین یہ کون ہیں کہ ان سے بڑے لوگ ہم نے نہیں دیکھے۔ فرمایا کہ یہ قوم عاد کے بچے ہوئے لوگ ہیں اور سب کفار ہیں کہ یوم قیامت پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے پس میں نے چاہا کہ تمہیں دکھاؤں کہ وہ اسی مقام پر رہتے ہیں اور میں خدا کی قدرت سے وہاں گیا اور ان کے شہروں کو اکھاڑ پھینکا۔ یہ مشرق کے شہروں میں سے ہے وہ تمہارے پاس آتے ہیں مگر تمہیں اس کا علم نہیں ہوتا میں نے چاہا کہ تمہارے سامنے ان سے مقابلہ کروں اس لئے تمہیں یہاں لے آیا۔ حضرت نے انہیں ایمان کی طرف دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا پس حضرت نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے حضرت پر حملہ کیا ہم انہیں دیکھتے رہے مگر انہوں نے ہم کو نہیں دیکھا ہم ان سے دور ہوتے گئے اور وہ ہمارے قریب آتے گئے۔

علامہ صدوق نے لکھا ہے کہ حضرت نے ان پر حملہ کرکے بہت سوں کو مار ڈالا اور جب ہمارے خوف کو ملاحظہ فرمایا تو ہمارے قریب تشریف لائے اور اپنا دست مبارک ہمارے سینوں پر پھیرا جس سے ہمارا خوف دفع ہوگیا۔

دوسری مرتبہ ان کو پھر بآواز بلند اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے ایمان نہ لایا اور ایک برق صاعقہ ظاہر ہوئی اور حضرت نے کچھ پڑھا جس کو ہم سمجھ نہ سکے اور ہم کو ایسا نظر آنے لگا کہ یہ برق و رعد حضرت کے دہن مبارک سے نکل رہی ہے اور ایسی ہولناک آوازیں پیدا ہونے لگیں کہ گویا آسمان زمین پر گر رہا ہے اور پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑے جارہے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ جب حضرت اس قوم سے جنگ کرنے سے فارغ ہوگئے تو وہ رعد و برق بھی غائب ہوگیئں۔ ہم نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ہم میں اس سے زیادہ مشاہدہ کرنے کی طاقت نہیں ہمیں اپنے وطن پہونچا دیجئے۔

پس حضرت نے اسی ابر کو طلب فرمایا اور ہم اس پر سوار ہوگئے اور حضرت نے ہوا کو حکم دیا۔ جس نے ہم کو ایک ایسے مقام پر پہونچایا کہ وہاں سے زمین ایک درہم کے مساوی نظر آنے لگی۔ اس کے ایک لمحہ کے بعد ہم نے حضرت امیرالمومنینؑ کے بیت مقدس میں اپنے کو پایا جہاں سے روانہ ہوئے تھے۔

ہم علی الصباح طلوع آفتاب کے بعد روانہ ہوئے تھے اور جب ابر سے نیچے اترے تو نماز ظہر کی اذان ہو رہی تھی گویا پانچ گھنٹوں میں ہم نے پچاس سالہ راستہ طے کیا۔ جب حضرت نے ہم کو متعجب دیکھا تو فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میں چاہوں تو تم کو ایک چشم زدن میں تمام آسمانوں اور زمینوں کی سیر کرا دوں کیونکہ میں اس پر قادر ہوں۔ یہ قدرت عظیم مجھے خالق ارض و سما کی اجازت اور خلق اعظم کی برکت سے حاصل ہوئی ہے اور میں ان کا ولی اور وصی ہوں۔ (بحر المعارف ص ۳۵۶) بحار الانوار)

دنیا کی سیر

کتاب السما میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ سلمان نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے مولا و آقا مجھ کو ناقہ، ثمود اور کچھ آپ کے معجزات سے دکھلایئے فرمایا کہ اچھا تیار ہو جا اور دولت سرائے میں تشریف لے گئے اور سفید ٹوپی و سفید قبا زیب تن فرما کر تشریف لائے اور قنبر کو حکم دیا کہ سیاہ گھوڑے لے آئے جب گھوڑے آگئے ایک پر آپ خود سوار ہوئے اور دوسرے پر سلمان کو سوار ہونے فرمایا۔ سلمان کا بیان ہے کہ ان گھوڑوں کے پہلوؤں میں دو پر چسپیدہ تھے۔ پس حضرت نے حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی گھوڑے ہوا میں پرواز کرنا شروع کئے اور اس قدر بلند ہوئے کہ تحت العرش فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کی آوازیں سنائی دینے لگیں یہاں تک کہ ایک بحر ذخار کے کنارہ پہونچے جو بہت زیادہ موج زن تھا۔ حضرت نے اس کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ہی یہ ساکن ہو گیا پھر سلمان کا ہاتھ پکڑ کر سمندر پر چلنے لگے اور دونوں گھوڑے ہمارے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک جزیرہ پر پہونچے ہم نے بحر کو پار کر لیا مگر ہمارے پیر تک تر نہ ہوئے۔

جزیرہ پر پہونچ کر میں نے دیکھا کہ وہاں بے شمار درخت میووں سے لدے ہوئے رنگ برنگ کے پرندے اور متعدد پانی کی نہریں تھیں۔ وہیں ایک بہت بڑا درخت بھی تھا۔ جس پر نہ کوئی پھل تھا نہ شگاف اور نہ شگوفہ۔ حضرت نے اس پر اپنی لکڑی سے ایک ضرب لگائی جس سے درخت شگافتہ ہو گیا اور اس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی جس کا طول اسی ہاتھ تھا اور عرض چالیس ہاتھ تھا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس اونٹنی کے قریب جا کر اس کا دودھ نچوڑ کر پیو۔ بس میں اس کے قریب گیا اور دودھ نچوڑ کر سیر ہونے تک پیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور لذیذ تھا۔ حضرت نے پوچھا کہ دودھ کیسا ہے عرض کیا کہ بہت لذیذ اور بہت اچھا ہے حضرت نے پھر پوچھا کہ کیا اس سے بھی بہتر چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ اے سلمان آواز دو کہ "اے حسنا" باہر آ۔ چنانچہ میں نے آواز دی اور اس کے ساتھ ہی اسی شگاف سے ایک دوسری اونٹنی نکل آئی جس کا طول

ایک سو ہاتھ اور عرض ساٹھ ہاتھ تھا۔ اس کی آنکھیں یاقوت سرخ کی سیدھا بازو سونے کا اور بایاں بازو چاندی کا سینہ عنبر اشہب کا، پاؤں زبرجد کے، زمام یاقوت زرد کے اور جسم مرواریدِ تر کا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ سلمان اس کا دودھ منہ سے بیو جب میں دودھ پینے لگا تو معلوم ہوا کہ اصلی شہد منہ میں آرہا تھا۔

میں نے عرض کیا کہ اے سید و سردار یہ اونٹنی کس کے لئے ہے فرمایا کہ یہ تیرے لئے اور میرے تمام اولیائے شیعوں کے لئے پس حضرت نے حکم دیا کہ واپس چلی جائے اور وہ واپس چلی گئی۔

اس کے بعد ہم اور آگے چلے یہاں تک کہ ایک اور درخت عظیم کے نیچے پہونچے جہاں ایک بہت بڑا دسترخوان بچھا ہوا تھا جس پر کھانا تیار رکھا تھا جس سے مشک کی بو آرہی تھی وہاں ایک بہت بڑا پرندہ جس کی شکل کرگس کی تھی آکر حضرت کو سلام کیا اور پھر اپنے مقام پر واپس چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ مولا یہ دسترخوان کیسا ہے فرمایا کہ یہ مائدہ ہمارے شیعوں کے لئے ہے جو یہاں قیامت تک رہے گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ پرندہ کون ہے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو اس مائدہ پر موکل ہے۔

عرض کیا کہ:۔

آیا یہ فرشتہ یہاں تنہا رہتا ہے۔ فرمایا کہ خضرؑ روزانہ ایک مرتبہ اس جزیرہ پر سے گذرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت میرا ہاتھ تھام کر آگے بڑھے اور سمندر کو عبور کرکے ایک دوسرے بڑے جزیرے پر پہونچے۔ وہاں ایک بہت بڑا محل تھا۔ جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور عقیق زرد کی ریت زمین پر بچھی ہوئی تھی۔ اس محل کے ہر کمرے میں ستر ستر ملائکہ تھے پس وہاں امام تشریف فرما ہوئے اور تمام ملائکہ آکر حضرت کو سلام کرنے لگے اور آپ نے انہیں ان کے مقامات پر واپس بھیج دیا۔ پھر حضرت محل کے اندر داخل ہوئے۔ جس میں میوؤں سے لدے ہوئے بے شمار درخت، نہریں، پرندے اور رنگ برنگ کے نباتات و گھاس وغیرہ تھے۔ ہم نے اس پورے محل کی سیر کی۔ اس قصر کے اندر ایک بہت بلند و شاندار عمارت تھی۔ اس عمارت میں ذہب احمر کی ایک کرسی تھی جس پر حضرت بیٹھ گئے۔ ناگاہ ہم نے ایک بحر اسود کو دیکھا جس کی موجیں پہاڑ کی مانند بلند تھیں حضرت نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور اس کے ساتھ ہی اس کا تموج ختم ہو گیا۔ حضرت نے پوچھا کہ سلمان جانتے ہو کہ یہ کون سا دریا ہے۔ عرض کی کہ نہیں فرمایا کہ یہ وہی دریا ہے۔ جس میں فرعون اور اس کے تابعین غرق ہوئے تھے۔ ان سب کو جبرئیل نے پروں پر اٹھا کر اس میں پھینک دیا تھا۔ ان کو قیامت تک قرار نصیب نہ ہوگا۔

میں نے عرض کیا کہ مولا کیا ہم نے اب تک دو فرسخ راستہ طے کیا ہے۔ فرمایا کہ ہم اب تک پچاس ہزار فرسخ چلے ہیں اور دس مرتبہ دنیا کے اطراف چکر لگا چکے ہیں۔ عرض کیا کہ یہ کس طرح ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر گاہ ذوالقرنین نے دنیا کے مشرق و مغرب کا طواف کیا اور یاجوج ماجوج کی دیوار تک پہونچا مگر کسی شخص نے اس کے لئے شبہ نہ کیا

میں برادر سید المرسلین، امین رب العالمین، حجت خدا اور عالمین پر پروردگار کا خلیفہ ہوں میرے لئے عذر کرتے ہو اے سلمان کیا تم نے قول خدا نہیں پڑھا کہ "حیث یقول عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احد الا من ارتضی من رسول۔"

میں نے عرض کیا کہ جی ہاں!

حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان "انا المرتضی من الرسول الذی اظھرہ علی غیبه انا العالم الربانی۔ انا الذی ھون اللہ علی الشدائد وطوی لی البعید" یعنی رسول کا وہ برگزیدہ مرتضیٰ ہوں کہ جس پر خدا نے اپنے غیب کی چیزوں کو ظاہر کر دیا میں عالم ربانی ہوں میں وہ ہوں کہ جس کے لئے اللہ نے شدائد دنیا آسان کر دیں اور مسافت بعید مختصر کر دی۔

سلمان کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ ہی آسمان سے ایک آواز سنائی دی کہ "آپ نے سچ فرمایا آپ ہی صادق اور مصدق ہیں لیکن یہ کہنے والا نظر نہ آیا۔

اس کے بعد ہم گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور گھوڑے ہوا میں اڑنے لگے اور ناگاہ ہم نے اپنے کو دروازہ شہر کوفہ پر پایا یہ وقت شب تھا اور ان عجائب کو دیکھ کر آنے میں صرف تین گھنٹے صرف ہوئے۔

حضرت نے فرمایا: یا سلمان الویل کل الویل علی من لا یعرفنا حق معرفتنا و انکر ولایتنا۔ یا سلمان ایما افضل محمدؐ ام سلیمان ابن داؤد (اے سلمان افسوس ہے سخت افسوس اس شخص پر جو معرفت حاصل نہیں کرتا جو حق معرفت حاصل کرنے کا ہے اور ہماری ولایت سے انکار کرتا ہے۔ اے سلمان محمدؐ افضل تھے یا سلیمان ابن داؤد) سلمان نے عرض کیا کہ محمدؐ افضل تھے، فرمایا کہ اے سلمان آصف برخیا تو تخت بلقیس کو ایک ماہ سے زائد راستہ کے فاصلہ سے ایک چشم زدن میں لا سکتا ہے جس کے پاس خدا کی کتاب کا کچھ علم تھا میرے پاس تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کتابوں کا علم ہے جن میں سے شیث بن آدم پر پچاس صحیفے ادریس پر تیس صحیفے، ابراہیم پر بیس صحیفے نازل ہوتے تھے، و نیز توارت و زبور و انجیل وغیرہ نازل ہوئے اور میں کیا نہیں کر سکتا سلمان نے عرض کیا کہ بیشک مولا و آقا آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان جو شخص بھی ہمارے امور اور ہمارے علوم میں شک کرے اس شخص کے مانند ہے جو ہماری معرفت اور ہمارے حقوق نہ جانتا ہو۔ خداوند تعالیٰ نے ہماری ولایت کو فرض گردانا ہے اور اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ کیا عمل کرنا چاہیئے اس کو ہر شخص نہیں جانتا (یا سلمان ان الشاک فی امورنا وعلومنا کالممتری فی معرفتنا وحقوقنا وقد فرض اللہ عزوجل ولایتنا فی کتابه وبین فیه ما وجب العمل به وھو غیر مکشوف)

ترجمہ :- اے سلمان، ہمارے امور علوم میں شک کرنے والا ہمارے حقوق اور ہماری معرفت میں شک کرنے والے کے مثل ہے خدائے عزوجل نے اپنی کتاب میں ہماری ولایت کو فرض گردانا ہے۔ اور اس میں بیان فرمایا ہے کہ واجب ترین عمل کیا ہے اور وہ غیر مکشوف ہے۔ (بحر المعارف ص ۲۸۷، ریاض الشہادت ج ۱)

چشمۂ اسرار

شواہد النبوۃ، حبیب السیر اور تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین کے سفر میں ایک روز پانی ختم ہو گیا اور اصحاب پیاس سے بےچین ہونے لگے کہ ایک دیر نظر آیا اور اصحاب نے وہاں پہنچ کر راہب دیر سے پانی طلب کیا تو اس نے کہا کہ پانی وہاں سے دو فرسخ پر ملے گا۔ اصحاب پیاس سے بیتاب ہو گئے تو حضرت نے ایک مقام کو بتلا کر فرمایا کہ وہاں سے مٹی ہٹائیں کچھ مٹی ہٹانے پر ایک بہت بڑا پتھر نمایاں ہوا اور تمام اصحاب نے مل کر کوشش کی کہ اس پتھر کو ہٹائیں مگر اس کو حرکت نہ دے سکے پھر حضرت سواری سے اترے اور دو انگلیوں سے اس پتھر کو نکال کر دور پھینک دیا اس کے نیچے ہی صاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہوا۔ اور سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور جس قدر ہو سکا بھر کر ساتھ رکھ لیا۔ اس کے بعد حضرت نے پھر اس پتھر کو چشمہ پر رکھ دیا اور مٹی اس پر ڈال دی۔ جب راہب نے اس حال کا مشاہدہ کیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ آیا آپ پیغمبر ہیں یا ملک، فرمایا کہ نہیں۔ پھر عرض کیا کہ آیا آپ وصی پیغمبر ہیں، حضرت نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء کا وصی ہوں عرض کیا کہ ہاتھ لائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور اسلام قبول کروں پس اس نے اپنی زبان سے اظہار ایمان کیا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ واشھد انک وصی رسول اللہ۔

حضرت نے پوچھا کہ آج تو نے کیوں اپنے آبائی مذہب کو ترک کیا اور اسلام کو اختیار کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا اور اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس جگہ ایک چشمہ ہے جس کے اوپر ایک پتھر ہے جس کو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی اس کو ہٹا سکتا ہے۔ جب میں نے اس امر کا خود مشاہدہ کیا تو میں اپنی مراد کو پہنچ گیا جس کا ایک عرصہ سے منتظر تھا۔

حضرت علی نے جب راہب کی باتیں سنیں تو اس قدر گریہ فرمایا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور فرمایا کہ الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیا کنت فی کتبہ مذکوراً (یعنی اس خدا کا شکر و احسان ہے جس نے مجھے فراموش نہیں کیا اور اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا)